کردستان کی علمی دانشگاہ کے رکن رکین ڈکٹر مصطفیٰ خرم دل کی

تفسیرِ نور

تراجم و تفاسیر قرآن میں ایک خوش گوار اضافہ

—— مولانا محمد سعید الرحمٰن علوی ——

قرآن اللہ تعالیٰ کا وہ کلام ہے جو اس نے اپنے پیغمبر حضرت محمد ﷺ پر نازل کیا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی وہ آخری' زندہ اور لازوال کتاب ہے جو آخری رسول' امام برحق اور معصومِ آخر کے ذریعہ نسل انسانی کی ہدایت کے لئے نازل ہوئی۔ لفظ "قرآن" خود قرآن میں ٦٦ مرتبہ آیا ہے (دائرہ معارف ج ١٦/١' ص ٣١٩)۔

اس کتاب کو قرآن کیوں کہا جاتا ہے؟ اس کی وجوہات اس طرح ہیں۔

الف: یہ آیات اور سورتوں کا مجموعہ ہے۔

ب: انبیائے سابقین پر نازل شدہ کتب و صحف کی تعلیمات کا عطر اور خلاصہ اس میں جمع کر دیا گیا۔

ج: اس میں قصص و واقعات' اہم سابقہ حالات و حوادث' اوامر و نواہی اور وعدہ و وعید وغیرہ کو مناسب انداز سے جمع کیا گیا ہے۔

د: علوم و معارف کا عمدہ ترین مجموعہ ہے۔ (فیروز آبادی ج ۴' ص ۲۶۳)

امام ابن جریر طبریؒ کے بقول اللہ تعالیٰ نے اس کے چار نام ذکر فرمائے ---القرآن' الفرقان' الکتاب' الذکر (دائرہ معارف ج ١٦/١' ص ٣١٩)

"القرآن" کی وجہ تسمیہ اوپر ذکر ہو گئی' "الفرقان" کی وجہ تسمیہ اس طرح ہے کہ :

اس میں حق و باطل کے درمیان خطِ امتیاز کھینچ دیا گیا۔ (دیکھیں سورۃ الفرقان' آیت ۱)

"الکتاب" بایں وجہ ہے کہ :

یہ مکتوب ہے اور اسے باقاعدہ ضبط تحریر میں لایا گیا۔ (البقرہ' آیت ۲)

"الذکر" اس لئے کہ :

اس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو پند و نصائح سے نوازا ہے' حدود و فرائض پر عمل پیرا ہونے کی تلقین کی ہے اور اسرار و حکم کی پردہ کشائی فرمائی۔۔۔ (الزخرف' آیت ۴۴)

ان چار ذاتی اسماء کے علاوہ ۳۲ کے لگ بھگ اسماء بطور صفات اہل علم نے ذکر کئے اور یہ سارے کے سارے خود قرآن مجید میں موجود ہیں۔ (تفصیل کے لئے دیکھیں دائرۃ المعارف ج ۱/۱۶' ص ۲۱-۳۲۰)

بہت سے علماء نے صفاتی نام اس سے زائد مثلاً ۵۰ یا ۹۹ بھی بتلائے اور ذکر کئے (بصائر از فیروز آبادی' ص ۸۸ تا ۹۵)

حضور سرور کائنات' قائدنا الاعظم الاکرم' معصوم آخر' نبی برحق محمد عربی صلوات اللّٰہ تعالیٰ علیہ و سلامہ کی زبان مبارک سے النجاۃ' حبل اللہ المتین' الرشد' المعدل' الدافع' صاحب المومن' کلام الرحمٰن' جیسے صفاتی نام اس کتاب مقدس کے لئے استعمال ہوئے ہیں (دائرہ المعارف ج ۱/۱۶' ص ۳۲۱)

رمضان میں اور رمضان کی مخصوص رات لیلۃ القدر میں "نزول قرآن" کا ذکر خود قرآن میں آیا۔ (البقرہ : ۱۸۵' القدر : ۱)۔۔۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ :

الف : اس رات میں لوح محفوظ سے آسمانِ دنیا پر نزول ہوا۔

ب : جتنا آنے والے سال میں قلبِ نبوت پر نازل ہونا ہوتا اتنا ہی اس رات میں لوح محفوظ سے اترنا۔

ج : نزول کا آغاز اس رات میں ہوا۔ (دائرۃ المعارف ج ۱/۱۶ ص ۳۲۵)

جہاں تک حضور اقدس ﷺ پر اترنے کا تعلق ہے وہ ایک بدیہی حقیقت ہے کہ اس کی مدت قریباً ۲۳ سال ہے یعنی بعثت کے بعد کا دور' جس میں سے ۱۳ سال مکہ معظمہ میں گزرے تو ۱۰ برس مدینہ منورہ میں۔ اس کتاب مقدس کا نزول جس طرح اللہ تعالیٰ کی

طرف سے ہوا اسی طرح اس کی جمع و ترتیب اور قراءت و بیان کی ذمہ داری بھی خود اللہ تعالیٰ نے لی۔ (دیکھیں سورۃ القیامہ' آیات ۱۶ تا ۱۹)

اور پھر ہر طرح سے اس کی حفاظت کی ذمہ داری بھی خود اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لی (الحجر : ۹) اس کی زبان جس طرح ساری دنیا جانتی ہے "عربی مبین" ہے اور خود قرآن میں اس پہلو کو مختلف پیرایوں سے واضح کیا گیا ہے۔۔۔ (دیکھیں الشعراء آیت ۱۹۲ تا ۱۹۶۔ یوسف آیت ۲)

عربی زبان کے انتخاب کی وجہ بہت سادہ اور سیدھی ہے کہ جو قوم سب سے پہلے قرآن اور پیغمبر اسلام کی مخاطب تھی اس قوم کی زبان یہی تھی۔ ایک قاعدہ کلیہ قرآن مجید میں یہ بیان کیا گیا :

> "اور ہم نے کوئی پیغمبر دنیا میں نہیں بھیجا مگر اس طرح کہ اپنی قوم ہی کی زبان میں پیامِ حق پہنچانے والا تھا تاکہ لوگوں پر مطلب واضح کر دے' پس اللہ جس پر چاہتا ہے (کامیابی کی) راہ گم کر دیتا ہے' جس پر چاہتا ہے کھول دیتا ہے' وہ غالب ہے حکمت والا" (سورۂ ابراہیم آیت ۴' ترجمہ مولانا ابوالکلام مطبوعہ دہلی ج ۴' ص ۵۰-۵۱)

اس سیدھے سادے اور مسلّمہ اصول کی روشنی میں قرآن کے لئے عربی زبان میں ہونا ہی لازم تھا لیکن اس کے مفاہیم و مطالب محض اس زبان تک محدود نہیں رہ سکتے تھے کیونکہ جس ذات اقدس واطہر پر یہ نازل ہوا' وہ محض اہل عرب کے لئے رہنما اور ہادی بن کر نہیں آئی تھی بلکہ وہ ساری بنی نوع انسان کے لئے ہادی و رہنما اور اللہ تعالیٰ کے رسول تھے۔ قرآن مجید نے اس حقیقت کو متعدد مقامات پر ذکر کیا۔ (مثلاً --- دیکھیں سورۃ الاعراف آیت ۱۵۸' سورۂ سبا آیت ۲۸' سورۃ الانبیا آیت ۱۰۷ وغیرہ) جس کے معنی یہ ہیں کہ حضور سرور کائنات ﷺ پر نازل ہونے والا پیغام ساری بنی نوع انسان کے لئے تھا اور بنی نوع انسان کا معاملہ بھی ایسا تھا کہ کسی خاص مدت و زمانہ کی انسانی برادری نہیں بلکہ صبح قیامت تک کی انسانی برادری --- اس لئے کہ حضور اقدس ﷺ کی ذات گرامی دوسرے لاتعداد انبیاء و رسل صلوات اللہ تعالیٰ علیہم وسلامہ کی طرح

نہیں تھی کہ ایک ایک وقت میں دنیا کے مختلف حصوں اور علاقوں میں نبی ہوں اور ایک کے بعد دوسرا تشریف لائے ------ بلکہ اللہ تعالیٰ نے وہ سانچہ ہی توڑ دیا جس میں نبی بنائے جاتے اور حضور اقدس کی ذات گرامی کو ختم نبوت و رسالت کے تاج سے مفتخر فرماکر دنیا میں بھیجا۔ جیساکہ سورۃ الاحزاب کی معروف آیت ۴۰ کے علاوہ قرآن کریم کی کم و بیش ایک سو آیات اور خود آپ کے دو سو کے لگ بھگ ارشادات اس سلسلہ میں بطور دلیل پیش کئے جاسکتے ہیں۔ حضرات انبیاء علیہم السلام کے بعد نسل انسانی کی سب سے زیادہ محترم اور مقدس جماعت صحابہ کرام علیہم الرضوان کی ہے اور ایک زمانہ اس پر گواہ ہے کہ اس گروہِ پاکبازاں نے اپنے آقا و قائد کے بعد سب سے پہلے جس مسئلہ پر اجماع کیا وہ یہی ختم نبوت کا مسئلہ تھا۔ یہ اجماع زبانی کلامی نہ تھا بلکہ اس کے لئے اکابر صحابہ نے بڑی تعداد میں اپنے خون کا نذرانہ پیش کیا۔ ختم نبوت کا مسئلہ ایسا حساس و نازک ہے کہ دور صحابہ کے بعد امت کے سب سے بڑے محدث' فقیہ اور نکتہ رس عالم حضرت الامام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کوفیؒ نے فرمایا کہ "کسی مدعیٔ نبوت سے دلیل نبوت مانگنے والا بھی دائرۂ اسلام سے خارج ہوگا" ----- اور جنوبی ایشیا کے سب سے بڑے عالم اور مجددِ وقت حضرت الامام ولی اللہ الدہلوی قدس سرہ نے ان تمام چور دروازوں کی نشاندہی کی جن کے ذریعہ اس منصب پر ڈاکہ ڈالا جاسکتا ہے ---- امام ولی اللہ کے بقول کسی بھی شخصیت کو رسولِ مکرم ﷺ کے بعد --- ہرچند کہ وہ اپنی ذات میں کتنی ہی محترم اور صاحب فضیلت ہو --- کوئی ایسا مقام دینا جو نبوت کا خاصہ ہے' یہ بھی ختم نبوت سے انحراف اور غداری اور صحیح تر الفاظ میں کفر و ارتداد ہے ----- مثلاً کسی شخصیت کو معصوم ماننا کہ عصمت' نبوت کا لازمہ ہے' ایسا جو نبوت سے کبھی جدا نہیں ہو سکا ---- اس لئے کسی بھی غیر نبی کو معصوم کہنا کفر ہوگا اور ختم نبوت کے عقیدہ سے انحراف' بغاوت اور غداری --- تفصیل کے لئے ازالہ الخفاء ملاحظہ فرمائیں۔

بہرطور قرآن مجید اور پیغمبر اسلام کی اس حیثیت' یعنی صبح قیامت تک کے لئے رہنمائی کے پیش نظر لازم اور ضروری تھا کہ قرآن مجید کے مطالب' مفاہیم اور اس کے علوم و معارف کی اشاعت کا وسیع پیمانہ پر اہتمام و انتظام ہو۔ اس ضرورت کے پیش نظر لاتعداد

علوم و معارف مدون و مرتب ہوئے' قرآن مجید کے دنیا کی ہر زبان میں تراجم ہوئے' ہو رہے ہیں اور ہوتے رہیں گے' تفاسیر لکھی گئیں' حواشی سپرد قلم ہوئے اور وہ کچھ ہوا کہ ایک کائنات بس گئی اور عقل انسانی دنگ رہ گئی۔

قرآن مجید کے حوالہ سے جو کام ہوا اور اس کی نسبت سے جو علوم و معارف مدون و مرتب ہوئے ان کی تفصیل کے لئے ایک دفتر درکار ہے۔ ہم اپنے محترم قارئین کو توجہ دلائیں گے کہ وہ اگر جامعہ پنجاب سے شائع ہونے والے انسائیکلوپیڈیا کی جلد ۱۶/۱ کا وہ مقالہ جو قرآن مجید کے حوالہ سے ص ۳۱۸ سے شروع ہو کر ص ۶۱۷ تک پر پھیلا ہوا ہے' دیکھ لیں تو بہت سی ضروری معلومات انہیں ایک ہی جگہ مل جائیں گی۔

بہرحال اشاعت و تبلیغ قرآن کے حوالہ سے ایک پہلو تراجم کا ہے---- ہم نے ایک جدید فارسی ترجمہ کے تعارف کی غرض سے ہی اتنی طویل تمہید کا سہارا لیا۔ تراجم قرآن مجید کے عنوان کے تحت دائرہ المعارف کے مقالہ نگار کا کہنا ہے اور بالکل صحیح کہ :

> "قرآن مجید عربی زبان میں نازل ہوا' قرآن کے مخاطب اول اور سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے عرب ہی تھے' بعد ازاں اسلام جہاں جہاں پہنچا' قرآن مجید بھی ان کے ساتھ پہنچا اور قرآن مجید نے اپنی زبان کی سیادت تسلیم کرائی' قرآن کی خاطر نو مسلم اقوام نے عربی زبان کو اپنایا اور اسے مادری زبان کے برابر حیثیت دی' پھر امتدادِ زمانہ سے ایک ایسا دور آیا کہ عوام کو سمجھانے کے لئے قرآن مجید کے ترجمے کی ضرورت محسوس کی گئی۔" (ج ۱۶/۱' ص ۶۱۲)

حضور سرور کائنات محمد عربی خاتم النبیین والمعصومین ﷺ کے یاران طریقت اور خادمانِ ذی وقار میں ایک نام حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کا ہے--- یہ وہ خوش قسمت انسان ہیں جنہیں سرزمین ایران میں سے سب سے پہلے قبول اسلام کی توفیق میسر آئی' ۵ھ میں "جنگ خندق" (غزوۂ احزاب) میں "خندق" کی کھدائی انہی کے مشورہ سے ہوئی۔ سیدنا الامام حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے عہد سعادت میں سرزمین ایران فتح ہوئی' اس مہم کے سالار عشرہ مبشرہ کے جلیل المرتبت صحابی اور حضور رحمت دو عالم ﷺ کے رشتہ کے ماموں سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ تھے--- حضرت سلمان رضی اللہ عنہ اس مہم میں نمایاں

طور پر شریک تھے۔۔۔ان کے متعلق حضرت الامام السرخسی ؒ نے نقل کیا کہ انہوں نے اپنی قوم کے لئے قرآن مجید کے بعض حصوں کا فارسی ترجمہ کیا (مبسوط ؒ کتاب الصلاۃ)۔۔۔ اس حوالہ سے کہا جا سکتا ہے کہ سب سے پہلے جس زبان میں قرآن کا مکمل یا جزوی ترجمہ ہوا وہ فارسی زبان ہے۔

خلافتِ راشدہ کے بعد مسلمانوں کی نمایاں خلافت 'خلافت بنو امیہ ہے 'مشہور لیڈر سر آغا خان نے بنو امیہ سے اپنے نظریاتی اختلاف کے باوصف جناب محمد حارث کی کتاب "دی گریٹ بنو امیہ" میں اس خلافت کے علمی کارناموں کا کھلے دل سے اعتراف کرکے اس خواہش کا اظہار کیا کہ ان کارناموں سے ملت کو آگاہ کرنا لازم ہے۔ معروف مفکر اور روشن دماغ عالم مولانا عبید اللہ سندھی فرماتے ہیں :

"حضرت علی ﷜ کی شہادت کے ساتھ السابقون الاولون کا دورِ اقتدار ختم ہوتا ہے اور اب عربوں کی قومی حکومت شروع ہوتی ہے۔ جب اسلام کی تحریک کی حفاظت کو عربوں نے اپنا قومی مسئلہ بنالیا تو ظاہر ہے کہ اسلام سے پہلے قریش کے جس خاندان کے ہاتھ میں اقتدار تھا وہ برسرِ عروج ہوتا' یہی وجہ ہے کہ عربوں کی قومی حکومت کی قیادت بنو امیہ کو ملی' حضرت امیر معاویہ ﷜ کی حکومت مسلمان عربوں کی قومی حکومت کا بہترین نمونہ تھی اور اس میں شک نہیں کہ وہ مسلمان عربوں کے بہت بڑے آدمی تھے۔ عام عربوں کا رجحان بنو ہاشم کے مقابلہ میں امویوں کی طرف زیادہ تھا اور اس کے اپنے اسباب تھے۔ خلافت راشدہ کے بعد امویوں کا اقتدار میں آنا' اموی دور اسلام کی بین الاقوامی تحریک کے ارتقا کی ایک لازمی کڑی کا حکم رکھتا ہے۔ ہمارے تاریخ نگاروں نے بنو امیہ کے ساتھ انصاف نہیں کیا اور بنو امیہ کے سیاسی مخالفوں نے بھی جو بعد میں ان کے تخت و تاج کے وارث بنے انہیں بدنام کرنے میں کوئی دقیقہ نہیں اٹھار کھا۔ پہلے ہم بھی بنو امیہ کے خلاف اپنے مؤرخوں کی باتیں پڑھ کر متاثر ہو جاتے تھے لیکن اب جو ہم نے دنیا کی انقلابی تحریکوں کا بغور مطالعہ کیا اور ایک انقلابی تحریک کو جن جن مراحل سے گزرنا پڑتا ہے' ان کو جانا تو ہم پر اموی دور کی اصل حقیقت واضح ہو گئی۔

ہم نے بنو امیہ کی غلطیوں کو تو خوب اچھالا لیکن ان کی حکومت کی جو اچھائیاں تھیں

ان کا اعتراف کرنے میں بخل سے کام لیا۔ بے شک امویوں نے اسلامی حکومت کو قومی اور عربی رنگ دیا لیکن انہوں نے اسلام کے بین الاقوامی فکر کو اپنی حکومت کے تابع نہ بنایا' چنانچہ عہدِ اموی میں اسلام کا سیاسی مرکز دمشق تھا لیکن دینی اور علمی مرکز مدینہ ہی رہا دوسرے لفظوں میں اسلامی فکر کی بین الاقوامیت بحال رہی۔" (ماہنامہ دار العلوم دیوبند' ۲ ستمبر ۱۹۹۲ء)

انہی مظلوم بنو امیہ کے دور میں بربر زبان میں قرآن مجید کے مکمل ترجمہ کا ثبوت ملتا ہے جسے قرآن مجید کا اولین ترجمہ شمار کیا گیا۔ (ج ۱۶/۱' ص ۶۱۳)

ترجمہ کے حوالہ سے لفظی اور تفسیری و معنوی کی دو قسمیں ذکر کی گئی ہیں اور یہ بھی امرِ واقعہ ہے کہ ترجمہ میں دو مکتب فکر نمایاں ہیں' ایک مسلمانوں کا مکتب فکر' دوسرا غیر مسلموں کا۔ علماء نے اپنے اپنے ملکوں کی زبان میں قرآن فہمی کے لئے ترجمے کئے' تاکہ ہر شخص اس کو سمجھ سکے اور اسے عمل کا موقعہ میسر آئے' اس کے برعکس غیر مسلموں نے اور ان کے مذہبی رہنماؤں نے بالقصد اپنے لوگوں کو غلط تأثر دینے کے لئے تراجم کئے۔ کہا جاتا ہے کہ مغربی زبانوں میں پہلا ترجمہ راہبوں کے سربراہ پطرس کی فرمائش پر انگلستان کے فاضل رابرٹس نے لاطینی زبان میں ۱۱۴۳ء میں کیا--- پروفیسر آربری نے اس ترجمہ کو غلطیوں اور غلط فہمیوں کا پلندہ قرار دیا اور متعصبانہ بدنیتی پر مبنی قرار دیا۔ قرآن مجید کا فرانسیسی ترجمہ ۱۶۴۷ء میں ہوا۔ انگریزی زبان کا ایک قابل اعتناء ترجمہ جارج میل نے ۱۷۳۴ء میں کیا۔ دائرۃ المعارف کے فاضل مقالہ نگار نے بہت سے تراجم کا ذکر کیا جو مختلف مغربی زبانوں' بالخصوص انگریزی میں ہوئے۔

"لیکن اسلامی زاویہ نگاہ سے کوئی ترجمہ بھی قطعی طور پر قابل اطمینان اور لائق اعتماد نہ تھا۔ انگریزی زبان میں قابل اعتبار ترجمہ قرآن مجید پہلی مرتبہ ایک نومسلم انگریز محمد مارماڈیوک پکتھال کے قلم سے ۱۹۳۰ء میں لندن سے شائع ہوا"۔
(ج ۱۶/۱' ص ۶۱۴)

قریب ترین عہد میں جناب محمد اسد مرحوم "روڈ ٹو مکہ" کے فاضل مؤلف کے ترجمہ کو مسلم اہل نظر بہت اہمیت دے رہے ہیں۔ اس ترجمہ کی شستگی' روانی اور سلاست کے ساتھ ملحقہ نوٹس اتنے جاندار اور قیمتی ہیں کہ "کرشمہ دامنِ دل می کشد..." والی بات صادق

آتی ہے۔ عبرانی' اطالوی' ہسپانوی سمیت دنیا کے ہر خطہ و علاقہ کے لوگوں نے اپنی اپنی زبان میں تراجم کئے۔ ایشیا کے مختلف ممالک اور خطوں کی قریب قریب ہر زبان فارسی' ترکی' اردو' پشتو' سندھی' بنگلہ' پنجابی' ہندی وغیرہ میں بھی بڑی تعداد میں تراجم ہوئے۔

ہمارے سامنے ۱۳۹۸ھ مطابق ۱۹۷۸ء کی وہ فہرست (وہ بھی بڑی حد تک نامکمل) موجود ہے جسے دائرۃ المعارف کے مقالہ نگار نے ترتیب دیا۔ اس فہرست کے مطابق دنیا کی ۴۸ زبانوں کے تراجم کا ذکر ہے۔ (ج ۱۶/۱' ص ۱۵۔ ۶۱۴)

ہمارے نزدیک ہی نہیں' ہم تو طالب علم ہیں' ہر صاحب نظر کے نزدیک یہ فہرست بہت ہی تشنہ ہے' بہرحال یہ قابل قدر کام ہے۔ اب اس فہرست پر لگ بھگ ۱۶ برس ہو چکے ہیں اور اس عرصہ میں مزید بہت سی زبانوں میں بڑی تیزی سے کام ہوا جو فہرست ہمارے پیش نظر ہے اس میں سب سے زیادہ تراجم اردو زبان کے شمار کئے گئے ہیں جن کی تعداد ۹۲ ہے۔ اس کے بعد دوسرا نمبر فارسی زبان کا ہے جس کے تراجم کی تعداد ۵۲ لکھی گئی جو بڑی معقول تعداد ہے اور آپ پڑھ چکے کہ فارسی زبان میں سب سے پہلا ترجمہ (نامکمل) ایک صحابی رسول حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے کیا۔

فارسی تراجم کے حوالہ سے معروف مفکر و ادیب شیخ سعدی کا تذکرہ آتا ہے۔ حضرت الامام ولی اللہ الدھلوی کی اس حوالہ سے خدمت تو ایک مجتہدانہ کاوش اور ملت کے لئے قدرت کا گراں قدر عطیہ اور احسان ہے۔ معروف مجاہد عالم مولانا محمود حسن دیوبندی کے مقبول عام اردو ترجمہ کا دو اداروں نے جہاں انگریزی ترجمہ کرکے بڑے اہتمام سے شائع کیا وہاں حکومت افغانستان نے اس کا علماء کی ایک ذمہ دار جماعت سے فارسی ترجمہ کرایا جس نے بڑی مقبولیت حاصل کی۔

دائرۃ المعارف کے فاضل مقالہ نگار نے ایک دوسرے مقالہ میں محض جنوبی ایشیا کے حوالہ سے فارسی تراجم و تفاسیر پر گفتگو کی۔ اس تفصیل سے آگاہ ہونے کے لئے ج ۶ کا متعلقہ مقالہ قابل مطالعہ ہے۔ بہرطور یہ بات لائق تحسین ہے کہ قرآن مجید سب سے پہلے جس زبان میں منتقل ہوا وہ فارسی زبان ہے۔ آج کے دور میں فارسی جن خطوں کی زبان ہے ان میں سب سے نمایاں نام ایران کا ہے۔ ایران کی حکومت اور ایرانی اہل علم کی اکثریت کی

فکر' ملتِ اسلامیہ کی مجموعی فکر سے یقیناً بہت سے معاملات میں متغائر و متخالف ہے لیکن قرآن مجید ایک ایسا بہتا پانی اور ایسی جوئے رواں ہے جو اپنا راستہ خود بناتا ہے۔ قدرت نے قرآن مجید کی خدمت کا کام ایسے ایسے لوگوں سے لیا کہ حیرت ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے "غالبٌ علیٰ کل شیءٍ" اور "علیٰ کُلِّ شَیءٍ قَدِیْر" کے تصور میں اور پختگی پیدا ہوتی ہے۔ موجودہ سعودی حکومت کے فرماں رواشاہ فہد اگر کثیر سرمایہ سے بہترین معرا قرآن چھاپنے کے ساتھ ساتھ دنیا کی ہر زبان سے ایک ایک منتخب ترجمہ کو بڑی خوبصورتی سے چھاپ کر ساری دنیا میں تقسیم کر رہے ہیں تو اس میں تعجب کی بات نہیں کہ ان کو اور ان کے خاندان کو جو عزت ملی وہ قرآن ہی کے دم ذرم سے ہے' اسی طرح الازہر شریف قرآن مجید کے حوالہ سے بڑی خدمت سرانجام دے رہا ہے تو وہ بھی سمجھ میں آنے والی بات ہے' قدرتِ ربانی کا تماشہ تو اس وقت نظر آتا ہے جب شاہ ایران رضاشاہ پہلوی ذاتی صَرف سے اتنے خوبصورت قرآن مجید چھاپ کر تقسیم کرتے ہیں کہ ان کے ظاہری حسن سے آنکھیں روشن ہو جاتی ہیں۔ سرزمین ایران سے قرآن کی خدمت واقعی بڑا عظیم معجزہ ہے ---- وہاں کے وہ اکابر و اعیان جو ملت کی مجموعی فکر سے اختلاف رکھتے ہیں وہ یہ خدمت سرانجام دیں تو بھی معجزہ' اور ملت کی فکر سے اتفاق رکھنے والے مخالفانہ ماحول میں کام کریں تو یہ بھی معجزہ۔ اسی قسم کا ایک معجزہ "تفسیرِ نور" ہے۔ کردستان کی علمی دانشگاہ کے رکن رکین دکتر مصطفیٰ خرم دل کی یہ عظیم تالیف بڑے سائز کے ۷۵۷ صفحات پر مشتمل ہے' بہت ہی بڑھیا کاغذ' ازھر کے متن قرآن مجید کے ساتھ مصطفیٰ خرم صاحب کی اس کاوش کو حیدری چھاپہ خانہ نے شائع کیا' یہ پہلا ایڈیشن ہے جس سے ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں۔ قُراءِ سبعہ میں سے حضرت الامام عاصم کوفیؒ کے شاگرد رشید امام حفصؒ کی روایت کے مطابق یہ متن قرآن مجید چھاپا گیا' یہی متن ہمارے دیار میں متداول ہے---- مصحف شریف کا ٹائٹل سورۃ النور کی آیت ۳۵ سے اس طرح تیار کیا گیا ہے کہ کوفی رسم الخط میں اللہ تعالیٰ کے اسم مبارک "اللہ" کو بڑے دائرہ میں ۱۵ بار لکھا گیا' درمیان میں چھوٹے دائرہ میں "نُورُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ" کے الفاظ ہیں اور بڑے دائرہ کے باہر عمومی رسم الخط میں پوری آیت بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سمیت لکھی گئی۔

دکتر مصطفیٰ خرم نے شروع کے تین صفحات میں مقدمہ لکھا' اس میں درج ذیل نکات ہیں :

۱۔ قرآن زندہ جاوید معجزہ' آئین اسلام' ساری دنیا کے لئے ایک چیلنج (بحوالہ البقرہ آیت ۲۳' سورہ ھود آیت ۱۳' سورۂ اسراء آیت ۸۸)

۲۔ ایسی کتاب جس نے خالق کائنات کی وحدانیت' ان کی عظمت و کبریائی کے حوالہ سے آفاقی دلائل کا ایک وسیع ذخیرہ فراہم کیا۔ ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں کہ یہ کتاب جو زمان و مکان سے ماورا ہے اس کے مضامین و مفاہیم اہل عرب کے علاوہ دوسرے حضرات کی نگاہوں سے پوشیدہ رہتے ہیں۔ وجہ زبان سے ناواقفیت' اس لئے ہمیشہ ایسا اہتمام ہوتا رہا کہ اہل علم اس کی خدمت کریں' اس خدمت کا دائرہ بڑا وسیع ہے بعض تفاسیر مطول' بعض متوسط اور بعض مختصر نظر آتی ہیں۔

ان کا کہنا ہے کہ ادھر چند سال قبل مسلمانوں کے عظیم علمی و دینی مرکز مصر میں "المنتخب" نام کی تفسیر بڑی جامع قسم کی نظر آئی۔ انجمن قرآن و سنت نے اس کی اشاعت کا اہتمام کیا' میں نے اسے خرید لیا---- حضرات مولفین نے ایک جلد میں اس کو مرتب کیا' اس طرح کہ صفحہ کے ایک حصہ میں متن قرآن مجید دیا' اور نیچے ان کے مطالب اور مفاہیم---- میں نے اس جامع ترین اور مفید ترین تفسیر کو فارسی میں منتقل کرنے کا عزم کر لیا---- اور اہل فارس کے لئے فارسی ترجمہ کے اضافہ کا اہتمام کیا۔ یوں اس مخلص بندے نے اپنی عمر عزیز کا ایک حصہ اس عظیم الشان کام کے لئے خرچ کر کے بڑی سعادت سمیٹ لی۔ ایسے لوگوں کو حق ہے کہ وہ کل صبح قیامت خوشی کے جذبات سے پڑھیں۔

روزِ محشر ہر کسے در دست گیرد نامۂ
من نیز حاضر می شوم اوراقِ قرآں در بغل

موصوف نے ترجمہ کا اہتمام کیا' حواشی کو فارسی میں منتقل کیا' حلِ لغات' صرفی' نحوی اشکالات اور مکررات کے حوالہ جات کا اس طرح اہتمام کیا کہ بے ساختہ قربان ہونے کو دل چاہتا ہے----انہوں نے چند نکات کی طرف بالخصوص توجہ دلائی اور وہ یہ کہ :

ا : قرآن مسلمان کی زندگی کے لئے دستور العمل ہے۔

ب : قرآن آسمانی نسخہ ہے' مخالفین اسلام کے بقول ایجادِ بندہ نہیں' نہ اس میں تحریف کی کسی میں جرأت ہے۔

ج : قرآن جہانوں کے عالم کی طرف سے اس کے ماننے والوں کے لئے ایسا تحفہ ہے کہ وہ اسے مان کر اللہ تعالیٰ کی جماعت بن جاتے ہیں۔

د : قرآن کی اصل زبان عربی ہے اور عربی میں اس کا سیکھنا بہت آسان ہے۔

ھ : قرآن مسلمانوں کے دفاع کے لئے ایک اسلحہ کی مانند ہے۔

و : قرآن نصیحت و رہنمائی کی کتاب ہے۔

اس لئے وہ کہتے ہیں :

"اے مسلمان' دونوں جہانوں میں حصول سعادت کے لئے سوائے قرآن کے کوئی طریقہ نہیں' قرآن کے مطابق اپنے عمل کو استوار کر' ہر موقع کے لئے ربانی نسخہ جات اس میں تو پالے گا۔ قرآن کی زبان سیکھ 'اس سے رہنمائی حاصل کر' اس کی نصیحتوں کو گوش ہوش سے سن' اور اللہ تعالیٰ سے توفیق طلب کر!" (مقدمہ ص ج)

موصوف نے آخر میں ان منابع و مراجع کا ذکر کیا جن سے انہوں نے اس خدمت کی تکمیل کے لئے استفادہ کیا۔ ان منابع و مصادر کی تعداد ۴۶ ہے' اس فہرست میں قدیم و جدید کے حوالہ سے بہت سی اہم اور عظیم تفاسیر قرآن کا ذکر ہے جس کا معنی یہ ہے کہ موصوف نے بہت ہی توجہ 'انہماک' محنت اور للّٰہی جذبات کے تحت یہ کام کیا' ان پر خشیت و خوفِ الٰہی کا غلبہ رہا اور انہوں نے کوشش کی کہ کتاب الٰہی کی خدمت میں ٹھوکر نہ لگنے پائے۔ میری خواہش تھی کہ میں کچھ حوالے دے کر اس خدمت کی اہمیت واضح کرتا لیکن تحریر کے طویل ہو جانے کے سبب ایسا ممکن نہیں' تاہم چند حوالے ملاحظہ فرمائیں۔

سورۃ الفاتحہ میں "مالک" کا معنی متصرف' صاحب' خداوند کیا گیا ہے۔ "اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ" کا ترجمہ کیا گیا : "تنہا تو رامی پرستیم و تنہا از تو یاری می طلبیم"۔۔۔ "الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ" اور "الضَّالِّيْن" کے حوالہ سے قرآن کریم کے ان مقامات کی نشاندہی کی جن میں ان طبقات کا وضاحت سے ذکر ہے۔ (ص ا)

سورۃ البقرہ میں "الغیب" کا لفظ ابتداء ہی میں آیا ہے۔ موصوف لکھتے ہیں :

"آن چیزہائے کہ پوشیدہ و نہاں از حواس و فراتر از دائرۂ دانش انسان است و خدا و رسول بداں خبر دادہ اند' از قبیل فرشتگان' جن' رستاخیز' بہشت' دوزخ' چگونگی حساب و کتاب در آخرت" (ص ۲)

کافروں کے دل پر مہر کے حوالہ سے موصوف فرماتے ہیں :

"مہر زدہ است' کنایہ از عدمِ استعدادِ ایشاں برائے پذیرش ایمان و عدم درک آنان است۔" (ص ۳)

اسی ضمن میں موصوف نے سورۃ الجاثیہ آیت ۲۳ اور سورۃ الروم آیت ۵۹ کے مزید حوالے دیئے تاکہ ایک موضوع کے حوالہ سے بیک وقت قرآنی مقامات سامنے آجائیں ----- الغرض اسی طرح ایجاز' اختصار' جامعیت کے ساتھ موصوف نے ہر ہر آیت' ہر ہر حصہ پر گفتگو کی' لغت کے مسائل حل کئے' صَرف و نحو کے عقدے حل کئے اور آیات کے مجموعی مفہوم کو دریا بکوزہ کی مانند چند چند جملوں میں سمو دیا جو بجائے خود بڑا کارنامہ ہے۔

اللہ تعالیٰ موصوف کی اس خدمت کو قبول فرمائے اور فارسی دان حضرات کے لئے یہ نسخہ' نسخہ شفاء ثابت ہو۔ موصوف نے اپنی جنت کا سامان کر لیا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اسی طرح خدمت قرآن اور اس سے بڑھ کر عمل بالقرآن کی توفیق سے نوازے۔ آمین بحرمۃ النبی الکریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم!!

کیا آپ جاننا چاہیں گے
کہ انگلستان میں ہونے والی پہلی بین الاقوامی
عالمی خلافت کانفرنس
نے امت مسلمہ اور بنی نوع انسان کو کیا پیغام دیا؟
اس کانفرنس میں داعی تحریک خلافت پاکستان
محترم ڈاکٹر اسرار احمد
خصوصی دعوت پر شریک ہوتے ----- کانفرنس کی کارروائی انگریزی زبان میں ہوئی ----- مقررین کے خطابات پر مشتمل ویڈیو کیسٹ درج ذیل پتہ پر دستیاب ہے۔ ھدیہ =/۱۵۰ روپے
مرکزی دفتر تحریک خلافت پاکستان ۴۔اے مزنگ روڈ، لاہور فون ۳۱۱۶۶۸